حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ ۔ سنہری مسجد پشاور
۱۹ر مارچ ۱۹۸۰ء

بسم اللہ

ایک آیت رحمت ـــ ایک خزانۂ حکمت

دنیا اور آخرت کا خزانہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز !

اس وقت ہم اور آپ درسِ قرآن کے عنوان سے جمع ہوئے ہیں اور عنوان صرف عنوان ہی الگ معلوم ہوتا ہے ۔ ورنہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی کچھ بیان کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ تو ہمیشہ اپنی عادت یہی ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت، قرآن کریم کا کوئی جملہ قرآن کریم کی سورت پیش کی جاتی ہے ۔ وہ بھی درسِ قرآن ہی ہوتا ہے ۔ لیکن درسِ قرآن اسلام کا ایک نہایت مفید اور اہم طریقہ ہے ۔ انسان اگر یہ طے کرے کہ مجھے آج فلاں بات بیان کرنی ہے ۔ فلاں مضمون مجھے پیش کرنا ہے تو کبھی کبھی انتخاب میں ۔ ہمارے اخلاص باقی نہیں ہوتا ۔ کسی کو دیکھا کہ اس نے پاجامہ ٹخنوں سے نیچے پہن رکھا ہے ۔ کسی کو دیکھا کہ کوئی آدمی ہے جو کلین شیو ہے ۔ کسی کو دیکھا کہ اس میں کوئی اور خرابی اور خامی ہے ۔ اور یہ میرا خیال ہوا کہ آج اس آدمی کے اوپر یہ بات ان کے کہنی چاہیئے بسا اوقات اس میں وہ اخلاص باقی نہیں رہتا جو اخلاص دین کے پیش کرنے میں ہونا چاہیئے کیونکہ ہم نے کسی وجہ سے کسی شخص کو موضوع بنایا ۔ لیکن اگر ہم قرآن کریم کو ترتیب کے ساتھ بیان کرتے چلے آرہے ہیں اور اس میں انسان کی تمام کوتاہیوں کا ۔ بیماریوں کا ، خرابیوں کا ذکر چلا آرہا ہے اور آپ اس وقت وہ بات کہتے ہیں تو وہ بات نہ کسی کو کھٹکتی ہے اور نہ یہ بات اخلاص کے خلاف ہے ۔

اسی درسِ قرآن کا طریقہ جو ہے یہ ایک انتہائی اہم اور مفید طریقہ ہے ۔ رواج ، درسِ قرآن کا بہت کم ہے ۔ لیکن بہرحال آپ نے اور ہم نے آج کا یہ عنوان رکھا ہے اور اسی عنوان کے تحت میں نے قرآن کریم کی یہی نہیں دو آیتیں تلاوت کی ہیں ۔

ایک آیت ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری آیت ہے اِنَّہٗ من سلیمان و انّہٗ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک ہی آیت کو بیان کرنا ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے ۔

حنفی نقطہ نظر یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر سورت کے شروع میں لکھی ہوئی بھی ہے ۔ اور پڑھی بھی جاتی

ہے۔ سوائے ایک سورت کے کہ قرآن کریم کی ایک سورت ایسی ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت اس سورت کے شروع میں نہ نازل ہوئی نہ لکھی جاتی ہے۔ اور نہ پڑھی جاتی ہے۔ پڑھنے میں ذرا سی تفصیل یہ ہے کہ اگر آپ سورہ توبہ یا سورہ براءت دونوں نام ہیں ایک ہی سورت کے۔ اگر آپ اس سورت کی تلاوت سے ابتداء کر رہے ہیں تو وہاں پر آپ کو بسم اللہ پڑھنا ہوگا۔ کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آداب تلاوت میں سے ایک ادب ہے۔ جب تلاوت کا آغاز کیا جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا جائے۔ خواہ سورہ براءت ہی سے ابتداء کریں یا سورہ توبہ سے ابتداء کریں۔ لیکن اگر آپ تلاوت کرتے چلے آرہے ہیں اور بیچ میں سورہ براءت اور سورہ توبہ آگئی ہے تو پھر آپ کو وہاں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھنا چاہئے۔

تو میں نے عرض کیا نہ لکھی جاتی ہے نہ پڑھی جاتی ہے اور نہ یہ اس سورت کا کوئی حصہ ہے۔ "آیۃ من آیات القرآن" قرآن کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جس کو اللہ تعالیٰ نے آداب تلاوت کے طور پر نازل فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں جب حافظ قرآن کریم ختم کرنے کے قریب آتا ہے تو ایک مرتبہ سورہ کے شروع میں زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے۔ قل ھو اللہ کے شروع میں، چاہے کسی اور سورت کے شروع میں، کیونکہ اگر اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی زور (بلند آواز) سے تلاوت نہ کی تو سارے قرآن کریم کی تلاوت ہو جائے گی مگر قرآن کی ایک آیت باقی رہ جائے گی۔

یہ قرآن کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے۔ کسی سپیارے کا حصہ نہیں۔ کسی سورت کا حصہ نہیں۔ آیۃ من آیات القرآن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آداب تلاوت کے طور پر نازل فرمایا ہے۔ یہ لکھی بھی جاتی ہے اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ یہ ہر سورت کے شروع میں جو لکھی ہوئی ہے یہ ایسے سمجھئے کہ جیسے بہت سے بادشاہ، بہت سے سلاطین بیٹھے ہیں بہت سے امراء بیٹھے ہیں اور ہر ایک کے سر پر تاج ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو ہے یہ "تیجان السور" یہ سورتوں کے تاج ہیں جو ان کے سروں پر رکھے ہوتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے آغاز ہوتا ہے قرآن کریم کی تلاوت کا۔ چاہے سورہ فاتحہ پڑھیں چاہے الم ذالک الکتاب پڑھیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جو آیت ہے یہ باب رحمت ہے یہ داخلے کا دروازہ ہے جب ایک مسلمان ایک مومن قرآن کریم کی ابتداء کرتا ہے اور تلاوت شروع کرنا چاہتا ہے تو وہ اس دروازے سے داخل ہوتا ہے اور یہ دروازہ باب رحمت ہے کیونکہ یہ آیت جو ہے یہ آیت، آیت رحمت کہلاتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں رحمت کی بیان کی گئی ہیں۔ ایک الرحمٰن ایک الرحیم۔ یہ آیت رحمت کہلاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سمجھ میں آگیا ہوگا کہ تمام سورتوں کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل فرمایا ہے اور پڑھنے کا حکم دیا ہے

ورہ توبہ اور سورہ برأت میں اس کے پڑھنے کا حکم نہیں۔ اس لئے کہ سورت برأت کے شروع میں جو مضامین ہیں ضامین ایسے ہیں کہ ان مضامین پہ آیتِ رحمت کی تلاوت مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ سورۃ برأت یا سورت توبہ ا ندر اللہ کے غضب کا اظہار ہے۔ اللہ کے قہر کا اظہار ہے۔ اور جہاں پر اللہ کے غضب، اللہ کے قہر کا اظہار کیا جا ، وہ موقع آیتِ رحمت کی تلاوت کا نہیں ہے جیسے فقہاء نے لکھا ہے کہ جب آپ کوئی ایسا جانور ذبح کریں کہ جسے ینے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ مرغی ذبح کریں۔ بکری یا گائے یا ہرن ذبح کریں تو اس وقت آپ کو آیتِ رحمت ھنے کی اجازت نہیں۔ کوئی شخص بھی ذبح کے وقت یہ نہ پڑھیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس کے پڑھنے کی ممانعت ہے ہاں یہ بسم اللہ، اللہ اکبر۔ لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ یہ عمل جو آپ کر رہے ہیں ہاتھ پ کے چھری ہے ایک جاندار کی جان آپ لے رہے ہیں۔ اس کی گردن پہ چھری پھیر رہے ہیں۔ یہ عمل آپ کا بظاہر عمل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ شریعت نے ذبیحے کی اجازت دے دی ہے لیکن اس عمل قہر کے موقع پر آپ کو آیتِ رحمت کی ۔ کی اجازت نہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ جس جانور کے اوپر اللہ کا نام نہ پکارا جائے وہ جانور حلال نہیں چاہے آپ کتنا ہی اس کو ذبح وجہ اس کی یہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ ہمارے اور آپ کے کھانے پینے کا جو نظام نیا کے اندر وہ ایک نہایت حکیمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین چار قسم کی مخلوق دنیا میں پیدا کی ہے۔ جمادات، نباتات ت اور حیوانات ہی کی ایک اعلیٰ قسم ہے انسان۔

تین مخلوقات ہیں اور نظام یہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جمادات کو غذا بنا دیا اوپر کی مخلوق کے لئے۔ نباتات کے درختوں کی غذا کیا ہے؟ مٹی اور پتھر۔

تمام درختوں اور نباتات، دنیا کے اندر جو غذا کے طور پر ان کو جو چیز ملتی ہے وہ ہے جمادات۔ ان سے وہ اصل کرتے ہیں۔ طریقہ یہ رکھا ہے۔ نیچے کی مخلوق، اوپر کی مخلوق کے لئے غذا اور خوراک ہے۔ جمادات، نباتات وراک ہے۔ اور نباتات، حیوانات کی خوراک ہے۔ گائے، بکری، بھینس، اونٹ یہ سب آپ نے دیکھا کہ یہ اصل درخت۔ پتے۔ پھل اور پھول، یہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ اصول کے مطابق ہے اگر نباتات، جمادات کو خوراک بنائے صول کے مطابق حیوانات، نباتات کو اگر اپنی غذا اور خوراک بنائے تو اصول کے مطابق۔ لیکن حیوانات، حیوانات اپنی خوراک بنائیں یہ اصول کے خلاف ہے۔

انسان بھی جاندار ہے۔ مرغی بھی جاندار ہے۔ بکری بھی جاندار ہے۔ گائے بھی جاندار ہے ہاں اگر آپ خربوزہ یا تربوزہ کاٹیں اور آپ نے بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کے اگر آپ نے اس کو نہیں کاٹا ہے تو بغیر اللہ کا نام لئے ہوئے ی آپ کے لئے حلال اور جائز ہے۔ کیونکہ یہ اصول کے مطابق ہے۔ نباتات حیوانات کی غذا ہے۔ یہ نباتات میں شامل ہے

پھل اگر آپ نے اللہ کا نام لئے بغیر بھی کاٹا ہے۔ تب بھی آپ کے لئے حلال اور جائز ہے۔ لیکن اگر آپ ک
جانور کو خوراک بنانا چاہتے ہیں۔ وہ بھی جاندار ہے آپ بھی جاندار ہیں۔ اگرچہ حیوانات میں آپ کی قسم اونچی ہے
وہ بھی بہرحال حیوانات میں داخل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ حیوان ر حیوان (کھانا) جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اللہ
اجازت نامہ حاصل نہ کرے۔ اور جب ایک مسلمان یہ پڑھ کر ذبح کرتا ہے بسم اللہ، اللہ اکبر۔ تو فرمایا اس نے ا
سے خصوصی اجازت حاصل کر لی ہے۔ کہ یہ حیوانات کو تیرے حکم سے اپنی خوراک اور اپنی غذا بنا رہا ہے۔ اگر اس
اس موقعہ پر خدا کا نام نہیں لیا تو اللہ سے حیوانات کو خوراک بنانے کی خصوصی اجازت حاصل نہیں کی۔ اس
یہ اس کے لئے حرام ہوگا اور ناجائز ہوگا۔ یہی موقعہ ایسا ہے کہ حکم دیا ہے کہ بسم اللہ کہہ کر اللہ کے نام کو پکارو
آیت رحمت تلاوت کرو۔ کیونکہ رحمت کا موقعہ اور ہوتا ہے۔ غضب کے موقع پر آیت رحمت تلاوت نہیں کی ج

اس سورت کے شروع میں بھی اسی لئے آیت رحمت نازل نہیں ہوئی۔ اور غضب کے موقع پر بھی آ
رحمت کی تلاوت کرنے کو منع کر دیا۔ لیکن بہرحال یہ آیت رحمت ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ قرآن میں داخل ہ
کا دروازہ ہے۔ اس دروازے سے جب آپ داخل ہوتے ہیں تو شروع ہی میں آپ سے ملاقات ہوتی ہے رحم
سے۔ اور جب دروازے ہی کے اوپر آپ کی رحمت سے ملاقات ہوتی ہے تو اندر جا کر آپ کو اللہ کی کتنی بہترین
کتنی نعمتیں ملیں گی۔

دروازے سے اندر کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ ایک زمانے میں لوگ اپنے مکان کا دروازہ بڑا شاندار بنا
تھے: تاکہ جو آدمی اس دروازے کو دیکھے وہ یہ سمجھے کہ یہ بڑے رئیس ہیں۔ یہاں کے رہنے والے بڑے صاحب ثر
ہیں۔ اس لئے دروازے کو دیکھ کر مکان اور مکین کا اور سامان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی نے درواز
بنایا ہو شاندار اور اندر اس نے بوریا بچھا دیا۔ اندر چوہے قلابازیاں کھا رہے ہیں۔ تو اس نے تو ایک قسم کا نفاق
کیا ہے۔ دروازے سے کچھ اور اندازہ ہوتا ہے اندر جا کے کچھ اور نظر آتا ہے۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

ایک فقیر بھکاری بھیک مانگنے کے لئے نکلا۔ اس کو ایک محلہ میں بڑا شاندار دروازہ نظر آیا۔ اور اس
یہ طے کیا کہ یہ بڑے کسی کریم اور بڑے سخی کا دروازہ ہے۔ اور یہاں اگر میں نے آج بھیک حاصل کر لی تو مجھے ک
اور جگہ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ دروازہ یہ بتا رہا ہے کہ اس کا مکین بڑا شاندار ہے۔ اس نے ج
وہاں صدا لگائی۔ اندر سے ایک خادمہ آئی۔ خادمہ نے آکر آٹے کی ایک چٹکی دے دی۔ یہ فقیر اس آٹے کی چٹ
کو دیکھ کر غصے میں آگیا اور کہنے لگا کہ یا اللہ دروازہ اتنا شاندار اور عطا اتنی حقیر اتنی معمولی۔ کبھی درو
کو دیکھتا ہے کبھی اپنی اس بھیک کو۔ اسے غصہ آیا اور گھر گیا جا کر وہاں سے پھاوڑا لے آیا۔ اور دروازے

وہ پر چڑھ گیا اور دروازے مار مار کر اینٹیں گرانا شروع کر دیں۔

مالک مکان آیا اور کہا کیا کر رہے ہو۔ بولا کہ میں فقیر ہوں میں نے تیرا شاندار دروازہ دیکھا اور بھیک
ہ مجھے عطا ملی ہے آٹے کی ایک چٹکی۔ دیکھ! شرم کر۔ یہ تیری عطا ہے اور یہ تیرا دروازہ۔ یاد رکھ! یا تو
ری اس عطا کو اپنے دروازے کے مطابق بنا دے۔ اور اگر تو نہیں بناتا تو میں تیرے دروازے کو نیچا کر
ہ عطا کے مطابق بنائے دیتا ہوں۔ جس سے یہ معلوم ہوا اور دروازے سے صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ اندر
ہے اور کیا ہونا چاہئے۔

آیت رحمت سے ابتدا ہے۔ ہمارا آغاز ہے اور جب آیت رحمت سے ابتدا ہے تو قرآن کریم کے
اصل ہونے کے بعد اللہ کے کیسے کیسے انعامات، کیسی کیسی نعمتیں ہوں گی۔ تو میں نے یہ بات عرض کی۔ یہ
رحمت ہے۔ اور ایک آیت ہے قرآن کریم کی۔ کب نازل ہوئی۔ کس طرح پر نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل
سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ لوگ لکھا کرتے تھے:

بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ بلکہ بعضوں نے یہ بتایا کہ لکھا کرتے تھے بِاسْمِكَ — اللّٰهُمَّ بھی بعد میں آیا ہے۔ لیکن عام
تھا کہ تحریر سے پہلے یا جب بسم اللہ پڑھنا ہو باسمک اللہم یہی طریقہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اختیار
تھے۔ اور یہی طریقہ مسلمان بھی اختیار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کی ایک آیت نازل ہوئی فرمایا کہ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۱۷ : ۱۱۰

اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا اللہ کو رحمٰن کہہ کے پکارو۔ یہ دو نام اللہ کو اپنے ناموں میں سب سے زیادہ پسند
اسی لئے دو نام اسلام میں بہت پسند ہیں۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن کیونکہ یہ دو نام جو ہیں اللہ اور رحمٰن۔ اللہ
قبول اور نہایت پسندیدہ ناموں میں سے ہیں۔ ان ناموں کے اوپر جو نام رکھا جاتا ہے وہ نام مسلمانوں کا بہترین
جاتا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ کو اللہ کہہ کے پکارو اور اللہ کو رحمٰن کہہ کے پکارو تو حضور اکرم صلی اللہ
وسلم نے مسلمانوں سے کہا کہ اب آپ باسمک اللہم نہ لکھیں نہ پڑھیں۔ بلکہ آپ اس طریقہ سے پڑھیں —
اللہ الرحمٰن۔ کیونکہ اللہ کے ناموں میں سب سے زیادہ پسندیدہ نام دو ہیں۔ اور یہ دونوں کے دونوں نام جو ہیں
لکھے جائیں بسم اللہ الرحمٰن —— الرحیم نہیں یہاں تک کہ ایک آیت سورۂ نمل میں اللہ تعالیٰ
نازل فرمائی، فرمایا

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

یہ سورہ نمل کی ایک آیت ہے مستقل آیت ہے یہ آیت وہ آیت رحمت والی آیت نہیں۔ آیت رحمت

ایک الگ آیت ہے۔ اور یہ آیت سورہ نمل کی ہے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی ہے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیائے بنی اسرائیل میں نہایت ممتاز اور بڑے جلیل القدر نبی اور پیغمبر تھے۔ یہ وہی نبی اور پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور پیغمبری کے ساتھ ساتھ روئے زمین کی سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ ہوا پہ بھی ان کی حکومت ہے، پرندوں پر بھی ان کی حکومت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے جلیل القدر نبی اور پیغمبر ہیں کہ ان کو بھی یہ آیت رحمت دی گئی۔ تمام انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر دو نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے آیت رحمت عطا فرمائی۔ ایک حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپؐ نے فرمایا اب اس آیت کو پورا کرو۔ اب یہ آیت اللہ نے اس طریقے پہ نازل فرمائی ہے کہ: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" معلوم ہوا کہ دو تین منزلوں میں جاکر یہ آیت پوری ہوئی۔ اور اب اس کے مطابق ہو گئی کہ جو آیت سورہ نمل کے اندر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت "آیۃ رحمت" ہے۔ لکھی جاتی ہے سورت کے شروع میں سورت کا حصہ نہیں۔ اور اگرچہ تلاوت کے وقت آپ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" بھی پڑھتے ہیں مگر وہ کسی سورت کے شروع میں یا قرآن کے شروع میں لکھی نہیں جاتی۔ لکھنا جائز نہیں۔ قرآن کے اندر صرف اتنا حصہ جائز ہے۔ جو نازل ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہاں تک کہ جب سورہ تو آپ ختم کرتے ہیں حکم آپ کو یہ ہے کہ اس کے ختم پر آپ "آمین" کہیں مگر "آمین" قرآن کا حصہ نہیں۔ اور اسی لئے سیپاروں میں تو شاید کوئی لکھ دیتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم میں لکھا نہیں جاتا۔ پڑھا جاتا ہے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم جو ہے یہ اصل میں لکھا بھی نہیں جاتا۔ پڑھا جاتا ہے کیوں ——— قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

جب تلاوت کا خیال کرو اور ارادہ کرو تو تم اللہ سے پناہ مانگو کہ شیطان اور رجیم کے شر سے تمہیں بچائے اور اس سے پناہ مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم یہ الفاظ ادا کیا کرو۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بھی ہم شر اور آفت سے پناہ کے لئے پڑھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آداب تلاوت کے طور پر پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے۔ یہ وہ آیت ہے جو آیت رحمت کہلاتی ہے اور نہایت اہم آیت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِبِسْمِ اللَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ وَأَبْتَرُ۔ ہر وہ کام دنیا کا ہو یا دین کا جس کو

ب اہم سمجھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر کام ہی اہم ہوتا ہے۔ دیکھئے بعض چیزیں ہمیں معمولی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً آن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ جب کوئی مصیبت پہنچے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے۔

ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چادر سے یا کسی اور چیز سے چراغ گل ہوگیا تو آپؐ نے فوراً اس ہدایت کے مطابق

اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

آپ نے فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یارسول اللہ لی اللہ علیہ وسلم) یہ تو چراغ گل ہوا ہے۔ کیا چراغ گل ہونا بھی مصیبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں مصیبت کی ریف معلوم نہیں۔ مصیبت کسے کہتے ہیں

كُلُّ مَا يُؤْذِيكَ فَهُوَ مُصِيبَةٌ (جس بات سے تمہیں تکلیف پہنچے وہ چیز مصیبت ہے۔ چراغ گل ہونے سے بھی تکلیف پہنچتی ہے یہ بھی مصیبت ہے۔

ہر کام جو اہم ہے دنیا کا ہو یا دین کا۔ فرمایا کہ آپ نے اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا۔ وہ کام قص ہے۔ ناتمام ہے نامکمل ہے۔ آپ دیکھنے میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہوگیا ہے مگر اللہ کی نظر میں وہ کام نہیں ہوتا۔ الکل اسی طرح جس طرح کوئی مولوی صاحب کسی گاؤں میں گئے۔ اور وہاں جاکے وعظ کیا اور کہا کہ بغیر وضو کے نماز ہیں ہوتی۔ تو گاؤں کے ایک آدمی نے کھڑے ہوکر کہا۔ "بارہا کردیم شد"

آپ کہتے ہیں کہ بلاوضو نماز نہیں ہوتی۔ میں نے تو ہمیشہ پڑھی اور ہوگئی۔

ہوگئی کا کیا مطلب ہے؟

ہوگئی کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اول سے لے کر آخر تک تمام ارکان ادا کئے۔ آپ اس کو ہوگئی سمجھتے ہیں گر جو اللہ کے یہاں قبول نہیں ہے وہ نہیں ہوئی۔ اسی طرح جو کام بسم اللہ سے اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے رماتے ہیں کہ وہ کام ناتمام ہے۔ ناقص ہے۔ نامکمل ہے۔ اگرچہ آپ اس کو یہ دیکھتے ہیں کہ یہ کام مکمل ہوگیا ہے۔ مگر قیقت یہ ہے کہ یہ ناتمام اور ناقص رہتا ہے۔ اسی لئے ہمیں حکم ہے کہ کھانا کھاؤ۔ خرید و فروخت کا کام کرو۔ کسی کام کا ارادہ کرو۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ یہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ہم نے دنیا کی دوسری قوموں کو بھی دیکھا ہے کہ جب وہ کھانے کی میز پر بیٹھتے ہیں تو اپنے بچوں کو اپنے مذہب کے مطابق حکم دیتے ہیں کہ سب سے پہلے خدا کا نام لو پھر کھاؤ۔ ہم اور آپ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہود اور نصاریٰ نے شاید اپنا دین چھوڑ دیا ہے ۔۔ نہیں ۔۔ یہ سمجھ کر کہ انہوں نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے ور ہم آپ بھی چھوڑنے کی کوشش کررہے ہیں۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے آپ دیکھئے کہ ان کے بچوں نے اور ان کی

عورتوں نے اب تک دین نہیں چھوڑا۔ وہ کھانا کھانے بیٹھیں گے تو ان کے بڑے یاد دلائیں گے۔ کہ سب سے پہلے دعا کرو۔ اللہ کا نام لو۔ پھر کھانا کھاؤ۔ ہم ہیں اور آپ ہیں کتنے ہیں جو اپنے بچوں کو دسترخوان پہ بیٹھیں گے تو کہیں گے کہ پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ بلکہ ایسے لوگ تو مل جائیں گے۔

جیسے ایک صاحب نخاسا بازار جا رہے تھے گھوڑا خریدنے کے لئے۔ جیب میں ان کے رقم تھی راستے میں کسی نے پوچھا کہ چودھری صاحب! کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نخاسے بازار جا رہا ہوں گھوڑا خریدنے کے لئے۔ انہوں نے کہا آپ یہ کہیں انشاء اللہ۔ اس نے کہا انشاء اللہ کی کیا بات ہے۔ نخاسے بازار میں گھوڑے موجود ہیں جیب میں رقم موجود ہے۔ انشاء اللہ کی کیا ضرورت ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ ارے میاں دسترخوان پہ نعمتیں رکھی ہوئی ہیں۔ کھانا رکھا ہوا ہے ہم کھانے کے تیار بیٹھے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ بسم اللہ بھی پڑھئے ——— نخاسے بازار میں گھوڑے ہیں۔ جیب میں رقم ہے انشاء اللہ کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ صاحب! میں آپ سے بحث کرنا نہیں چاہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تھی میں نے آپ کو بتا دی۔ آپ جانیں آپ کا کام جانے۔

چودھری صاحب نخاسے بازار گئے۔ گھوڑے دیکھے۔ ایک گھوڑا پسند آیا جب بھاؤ تاؤ اس کا کر لیا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا رقم نکالنے کے لئے تو وہ اتفاق سے راستے میں کہیں گر گئی تھی۔ بڑے پریشان ہوئے۔ اس نے کہا کہ بھئی میری رقم کہیں گر گئی ہے۔ میں تلاش کر کے ابھی آتا ہوں۔ وہی صاحب پھر مل گئے۔ انہوں نے کہا چودھری صاحب گھوڑا خرید لائے؟ کہنے لگے کہ میں آپ سے بات کر کے جو یہاں پہنچا انشاء اللہ، میں نے وہاں جا کے گھوڑے والے سے بات کی انشاء اللہ۔ اور میں نے جو وہاں گفتگو کی انشاء اللہ۔

ارے اب کیا ہونا ہے انشاء اللہ ہے۔ اب تو چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اب بات بات پر انشاء اللہ کہتا ہے۔ یاد رکھئے خدا، اور خدا کے رسولؐ کی جو تعلیم ہے۔ ہمیں اور آپ کو چاہئے کہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر خدا کی قسم وہ تعلیم اپنی جگہ پہ درست ہے اور اگر ہم نے اس پہ عمل نہیں کیا تو اس کے نتائج ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ابھی آپ کے سامنے ہے۔

اکبر الہ آبادی مرحوم کا شعر یاد آیا فرمایا کہ ؎

برسوں فلاسفی کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

اس میں کوئی فرق نہیں آتا ہر کام کے شروع میں آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ مکان بنا رہے ہیں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ لکھنا شروع کریں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ اور کیوں پڑھیں ——— اگر آپ نے

کے الفاظ پر غور کر لیا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے دل میں یہ طے کریں گے کہ واقعی اسلامی تعلیمات سے کر حکیمانہ تعلیمات دنیا میں کبھی سامنے نہیں آئی۔ اتنی حکیمانہ تعلیم ہے۔ ہر موقع پہ جو پڑھنے کو بتایا گیا ہے آپ کو سو کے اٹھیں تو کیا پڑھنے کو بتایا گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

قربان جائیے۔ رات دس بجے آپ سو گئے اور ۵ بجے اٹھ گئے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ۱۰ بجے سے لے کر ۵ بجے تک کس حالت میں رہے۔ کس کیفیت میں رہے۔ اس کا نام ہے موت۔ اسی لئے نیند کو کہتے ہیں "اخ الموت" یہ کا بھائی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ایک روح انسان کی جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس کا نام رکھا ہے خواب۔ اور دوسری جب انسان کے جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس کا نام رکھا ہے موت۔ ایک روح جسم سے جدا ہونے کے بعد چند کے بعد دوبارہ آپ کے ساتھ لگ جاتی ہے اس کا نام آپ نے رکھا ہے بیداری۔ اور جب وہ روح آپ کے سے الگ جائے گی تو ایک مرتبہ جدا ہو گئی ہے تو اس کا نام رکھا ہے قیامت۔ قبروں سے اٹھایا جانا۔ بالکل اسی جس طرح انسان بستر سے اٹھتا ہے اسی طریقے سے مُردے قبروں سے روز قیامت اٹھائے جائیں گے۔ تو فرمایا قع پر کیا یاد کیا جائے۔ کہو کہ

الحمد لله الذی احیانی بعد ما اماتنی والیه النشور۔

اس اللہ کا شکر ہے جس اللہ نے حیات دی، دوبارہ زندگی دی۔ دس بجے روح جدا ہو گئی تھی۔ اگر نہ لگتی تو ہم کیا کرتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں حیات دی موت مسلط کرنے کے بعد۔ والیہ النشور اور بالکل اسی طرح جس طرح اللہ ح جسم سے لگا دی۔ اور ہمیں اٹھا دیا ہے۔ اسی طریقے سے روز قیامت اللہ تعالیٰ ہمیں قبروں سے اٹھائیں گے۔ یہ مانہ تعلیم ہے۔ کہ جب تم اپنے بستروں سے اٹھو تو قیامت کے آنے کو یاد کرو۔ اور خدا کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے ریقے سے تمہارے جسم کے ساتھ روح کو لگا دیا۔

آئینہ دیکھو۔ آئینہ دیکھتے وقت یہ نفسیات ذہن میں رکھنے چاہئیں کہ بدشکل سے بدشکل آدمی بھی اپنی صورت یہ کبھی نہیں کہتا کہ میری شکل خراب ہے۔ ہر بدصورت آدمی بھی اپنی شکل کو سمجھتا ہے .... کہ میں یوسف ہوں لیکن بہرحال شکل اچھی ہے۔ ہر آدمی کا اپنے بارے میں یہ خیال ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ

ایک حبشی آدمی جو سوڈان کا رہنے والا تھا۔ اس نے تمام عمر کبھی آئینہ نہیں دیکھا تھا۔ کہیں راستے میں اسے آئینہ مل گیا۔ اس نے اٹھا کر اپنی شکل جو زندگی میں پہلی بار نظر آئی تھی دیکھی، تو یہ نہیں کہا کہ میری شکل خراب ہے بلکہ کہتا ہے کہ کم بخت تو اتنا برا تھا تبھی تو تمہیں راستے میں پھینک دیا۔ یہ کہہ کر اس نے آئینے کو پھینک دیا۔ یہ تھا کہ میری شکل ہی ایسی ہے۔

جب آپ کی نفسیات یہ ہیں تو اس موقع پر کیسی حکیمانہ تعلیم دی ہے کہ آئینہ دیکھو تو پڑھو

اَللّٰھُمَّ حَسِّنْ خُلُقِی کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِی۔

اے اللہ جس طرح تونے میرے چہرے کی بناوٹ کو بڑا حسین بنایا ہے جس طرح تونے میرے قالب کو خوبصورت بنایا ہے اسی طرح میری عادتوں کو بھی خوبصورت بنا دے۔ اور میرے اخلاق کو بھی خوبصورت بنا دے اور میری روح کو بھی خوبصورت بنا دے۔

اندازہ لگائیے کیسی حکیمانہ تعلیمات ہیں اسلام کی ــــ تو میں نے یہ نمونے کے طور پر عرض کیا ہے۔ جب تم کام شروع کرو تو ان تین کلمات کو اپنی زبان سے ادا کرو۔ " اللہ رحمٰن رحیم " اور یہ تین کلمات ایسے ہیں کہ جیسے تین محکمے۔ تین محکموں سے گذرے بغیر تمہارا کام ہو سکتا نہیں۔

کیوں ـ اللہ کا لفظ کہہ کے بتایا وہ خالق کائنات ہے سارے عالم کو پیدا کرنے والا ہے۔ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ " خالق کل شئی " اور جب آپ کوئی کام کرنے بیٹھتے ہیں تو سب سے پہلے سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ کھانے بیٹھیں گے۔ کیا کھائیں گے۔ بھائی گندم ہوگا تو کھائیں گے۔ سالن ہوگا تو کھائیں گے۔ پلیٹ ہوگی تو کھائیں گے۔ دستر خوان ہوگا تو کھائیں گے۔

مکان بنانا آپ شروع کریں گے ــــ ارے بھائی اینٹیں ہوں گی جب ہی تو بنائیں گے۔ زمین ہوگی سیمنٹ ہوگا۔ سریا ہوگا تب ہی تو بنائیں گے ــــ سب سے پہلے سامان کی ضرورت ہے۔

اے انسان اس کام کے کرنے سے پہلے اس خالق کائنات کو یاد کرو کہ میں نے یہ سارے اسباب اور سامان پیدا کئے اگر اللہ تعالیٰ ساز و سامان کو پیدا نہ کرتا تو آپ کوئی بھی کام نہ کر سکتے۔ مگر سامان کے پیدا ہونے سے، مہیا ہونے سے کچھ نہیں ہوتا ــــ آپ کے پاس زمین بھی ہے آپ کے پاس اور سامان بھی ہے۔ لیکن اس سامان کو استعمال کرنے کے حالات ہیں۔ اس کو ہم کہتے ہیں " توفیق " ایک آدمی کے محلے میں مسجد بھی ہے۔ اذان کی آواز بھی آتی ہے۔ اس کے قدموں میں چلنے کی طاقت بھی ہے۔ لیکن مسجد میں حاضری کی توفیق نہیں۔ نماز ادا کرنے کے لئے جتنی چیزوں کی ضرورت ہے۔ وہ سب موجود ہیں۔ لیکن نماز نہیں پڑھتا ــ کیا کہیں گے۔ یہی کہا جائے گا کہ اس کو نماز کی توفیق نہیں ملی۔

ایک رئیس اپنے ملازم کو لے کر کہیں شکار کو چلے۔ راستہ میں کہیں مسجد نظر آگئی۔ تو ملازم نے کہا ــــ کیونکہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ درجہ چہارم کے لوگوں کا کام ہے کہ نماز پڑھیں۔ امراء کا کام تو ہے نہیں ــــ میں نماز پڑھ آؤں اس نے کہا جاؤ جلدی سے نماز پڑھ کے آ۔

وہ آقا اور امیر دروازے پر کھڑے ہو گئے بندوق لئے ہوئے ہاتھ میں۔

نوکر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا ہے ــ آپ چاہیں مانیں نہیں ــــ لیکن ایسا نظر آرہا ہے کہ کوئی مقربان بارگاہ میں سے

ے شاہی محل کے اندر گیا ہے اور ایک نوکر ہے کہ باہر دروازے پہ پہرہ دے رہا ہے۔ وہ کھڑا رہا باہر ــــ یہ بیچارہ
شوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے مسجد خالی ہے۔ جب کافی دیر گذر گئی تو اس نے آواز دی اور کہا
نی آتے نہیں۔ اتنی دیر ہو گئی ــ

وہ اندر سے کہتا ہے کہ جی حضور میں تو آنا چاہتا ہوں! آقا آنے نہیں دیتے۔

بڑے ناراض ہوئے۔ ارے پاگل۔ بیوقوف۔ مسجد تو خالی پڑی ہے تجھے کون نہیں آنے دیتا۔ اس نے جواب دیا
ر! "جو آپ کو باہر سے اندر نہیں آنے دیتا۔ وہ اندر سے مجھے باہر نہیں جانے دیتا!" آخر کوئی طاقت تو ہے
، باہر کھڑے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے کہہ رکھا ہے۔ خبردار اندر قدم نہ رکھنا۔ اسی طاقت نے مجھے گود میں
ہوا ہے اور وہ طاقت مجھے باہر نہیں جانے دیتی۔

معلوم ہوا کہ کام توفیق سے ہوتا ہے۔ اسباب وسامان ہوں تو کیا ہوتا ہے فرمایا کہ ع

بود موری ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

قافلہ جا رہا ہے حاجیوں کا۔ چیونٹی نے دیکھا کہ یہ لوگ حج بیت اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ میں اگرچہ ضعیف در جے
دق ہوں لیکن تمنا تو میرے دل میں بھی ہو سکتی ہے میں بھی حج بیت اللہ کو جانا چاہتی ہوں ؎

بود موری ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پائی کبوتر زدو ناگاہ رسید

جب اس کے دل میں تمنا پیدا ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ ہمارا کام ہے۔ دل میں تڑپ تمہارے پیدا ہو، پورا کرنا
کام ہے ــــ ایک کبوتر اڑ کے حرم جا رہا تھا۔ خدا نے حکم دیا، یہاں اتر جا، وہ اتر گیا۔ اور چیونٹی سے کہا کہ
کے پاؤں میں لپٹ جا۔ وہ جا کر لپٹ گئی۔ کبوتر نے اسے حرم میں پہنچا دیا۔ فرمایا ؎

بود موری ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پائی کبوتر زدو ناگاہ رسید

یہ ہے توفیق، اگر تمہیں توفیق بھی چاہیئے تو مالک کائنات کے علاوہ اللہ کی اور صفت پکارو اس کا نام ہے
رحمٰن کے معنی یہ ہیں سارے اسباب اور سامان ہیں۔ مگر ان اسباب اور سامان کو استعمال کرنے کی توفیق
ہوا اس اللہ کا کام ہے جس کی صفت ہے رحمٰن۔ گویا تم دوسرے مکلمے سے یہ کہہ رہے ہو اے اللہ ساز و سامان
مہیا ہو گیا ــــ کام پورا ہو گیا ــــ مگر پورا نہیں ہوا ــــ کیوں ــــ ہر کام کی تو غرض ہوتی ہے۔ ہر کام کا ایک مقصد
ہے۔ مکان بنایا کاہے کے لئے ــــ رہائش کے لئے۔ لیکن اگر شداد کی طرح اگر مکان بن کے تیار ہو جائے
م رکھنا بھی نصیب نہ ہو تو فائدہ کیا ہوا؟

شدّاد نے جنت کے مقابلے میں باغ بنوایا تھا جب وہ تیار ہو گیا۔ افتتاح کرنے کے لئے آر ہے ایک قدم اندر رہے اور ایک باہر ہے۔ اللہ نے حکم دیا کہ اسی حالت میں اس کی روح قبض کی جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ اے ملک الموت! تجھے کبھی کسی کی روح قبض کرتے ہوئے رحم بھی آیا۔ وہ کہے گا اے اللہ! مجھے دو مرتبہ رحم آیا ہے۔ ایک تو اس وقت رحم آیا جب کہ ایک کشتی طوفان میں ٹوٹ گئی۔ اس کشتی میں ایک عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا اور تختے کے اوپر وہ عورت اور بچہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تختہ تیر رہا تھا۔ اور اللہ نے حکم دیا کہ اس عورت کی روح قبض کرے۔

ملک الموت کہیں گے اس وقت میرے دل میں یہ ترس پیدا ہوا کہ یہ ایک دن کا ہے اور کوئی ہے نہیں، ما اس کا سہارا ہے۔ ماں کی روح قبض کر لی جائے۔ اس بچہ کا انجام کیا ہوگا؟ ایک مجھے اس وقت ترس آیا۔ اور دوسرا ترس مجھے جب آیا جب ایک آدمی نے ساری عمر خرچ کر کے جنت کے مقابلے میں ایک باغ بنوایا ہے اور وہ شدّاد ہے مگر جب وہ افتتاح کرنے کے لئے گیا تو اندر قدم رکھنے سے پہلے ہی حکم دیا گیا کہ اس کی روح قبض کر لی جائے۔ اس وقت بھی مجھے ترس آیا کہ اس نے کتنی کوششوں اور محنت سے یہ باغ بنوایا۔ باغ تو بن گیا۔ مگر اللہ کی طرف سے داخلے کی اجازت نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تجھے دو پر رحم نہیں آیا ایک ہی پر آیا ہے۔ تجھے معلوم نہیں مگر ہم کو معلوم ہے یہ جو آگے چل کر شداد بنا ہے یہ وہی شخص ہے جس کی ماں کی روح قبض کر لی گئی تھی اور تختے کے اوپر یہ اکیلا رہ گیا تھا۔ اس کو دھوبیوں نے پالا۔ آگے چل کر یہ شداد بنا۔ تجھے ایک ہی آدمی پر رحم آیا ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا، مکان بنا یا رہائش کے لئے ــــ حلوائی جلیبی بناتا ہے۔ سب سے پہلے اسے میدے کی ضرورت ہے۔ کڑاہی کی ضرورت ہے۔ گھی کی ضرورت ہے میٹھے کی ضرورت ہے۔ پھر بنا کے تھال میں رکھے ہوئے بیٹھا ہے۔ صبح سے لے کر شام ہو گئی جلیبی تو بن گئی لیکن جلیبی بنانے کا آخر کوئی مقصد بھی تھا۔ گاہک آئے تو خریدے۔

یاد رکھئے ایک بڑے سے بڑا تاجر جو ہے سامان جمع کر سکتا ہے۔ دکان لے کے بیٹھ سکتا ہے۔ ڈیکوریشن کر سکتا ہے لیکن گذرنے والے کے دل میں خیال ڈالنا کہ وہ یہاں سے خریدے، آپ کے اختیار میں نہیں۔ خدا کے اختیار میں ہے اور یہ اللہ کی شانِ رزاقی ہے۔

ایک ہی سامان کی دکانیں ایک لائن میں ہیں اگر اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی کے لئے ذہن میں ڈالیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو شام کو روٹی کھائے گا اور باقی سب فاقے سے مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈالتے ہیں یہاں سے خریدیں کسی کے دل میں ڈالتے ہیں وہاں سے خریدیں۔ اور یہ اللہ کی شان رزاقی ہے جب شام کو دکان بند کر کے اٹھتے ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کو اللہ نے روزی دی ہے۔

باقی صــ ۲۹ پر